خودمختار ریگولیٹری اداروں کی اہمیت ۔مرکزی بینک کا معاملہ، پر

(ڈاکٹر ورال وی آچاریہ، ڈپٹی گورنر ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ 26 اکتوبر 2018 کو اے ڈی شراف میموریل ممبئی میں دیا گیا لیکچر)

کوئی بھی مماثلت مکمل نہیں ہوتی ہے، پھر بھی تمثیلات سے چیزوں کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے،کبھی کبھی ایک بھوکا شخص بہت کم لفظوں میں ایک معنی خیز پوائنٹ بتا دیتا ہے، اکثر حقیقی زندگی کی مثالیں روزانہ کے کاموں کو بہت خوبصورتی کے ساتھ آسان بنا دیتی ہیں۔اب میں آپ کو آج 2010 سے ہونے والے واقعات سے شروع کرتا ہوں جبکہ یہ میری آج کے پیرایہ سے بالک الگ ہے۔

مسٹر بارٹن ریڈریڈو، ارجنٹینا کی مرکزی بینک کے سربراہ نے 29 جنوری 2010 جمعہ کے دن ایک نیوز کانفرنس کیا تھا۔''سینٹرل بینک میں میرا کام پورا ہوا لہٰذا اب مجھے یقیناً اپنی پوسٹ کو چھوڑ دینا چاہیئے، میں اپنے فرائض سے پوری طرح مطمئن ہوں۔''

انہوں نے کہا ''ہم بھی ایسی حالت میں پہنچ چکے ہیں جہاں قدم قدم پر ایسے اداروں میں سرکار کا دخل بڑھ رہا ہے' بنیادی طور پر میں دو اہم نظریات کا بچاؤ کر رہا ہوں۔ سینٹرل بینک کے ذریعہ آزادانہ طور پر فیصلہ لینے کا اختیار اور ہمارے محفوظ خزانہ کا مالیاتی اور اقتصادی استحکام کیلئے استعمال۔''

اس کی جڑیں 14 دسمبر 2010 کو ارجنٹینا سرکار کے سربراہ کرسٹینا فرنانڈیز کے ذریعہ وہاں کے سینٹرل بینک کے خلاف ایمرجنسی قانون پاس کر کے اس کے ریزروفنڈ سے 6.6 ملین ڈالر نکال کر اپنے قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے سرکاری خزانہ میں منتقل کرنا تھا۔دعویٰ یہ کیا گیا کہ سینٹرل بینک کے پاس 18 بلین ڈالر کا زائد ریزروز ہیں (حقیقت یہ تھی کہ مسٹر ریڈریڈو نے فنڈس کی منتقلی کیلئے منع کر دیا تھا لہٰذا سرکار نے 7 جنوری 2010 کو ایک اور ایمرجنسی قانون کے ذریعہ ان پر حملہ کیا کہ انہوں نے اپنے فرائض کو ٹھیک سے انجام نہیں دیا اور خراب برتاؤ کیا ہے حالانکہ سرکار اس میں کامیاب نہ ہوسکی کیونکہ یہ قدم غیر آئینی قرار دیا گیا۔)

ارجنٹینا کی اقتصادی حالت 2001 سے ہی خراب ہونا شروع ہوگئی تھی۔سرکار کے ذریعہ اٹھائے گئے اقدام سے سینٹرل بینک کی خودمختارانہ حیثیت خطرہ میں پڑ چکی تھی ساتھ ہی ساتھ خراب ترین آئینی بحران بھی شروع ہوگیا تھا۔

مسٹر ریڈریڈو کے استعفیٰ کے ایک ماہ کے اندر ہی ارجنٹینا کے سرکاری بانڈس 250 بنیادی پوائنٹس اوپر چلے گئے۔بیمہ کی پریمیم قیمتوں میں بہت اضافہ ہوگیا۔یہ اس کے پرانے لیول سے ایک چوتھائی کم تھا۔

گولڈ مین ساچز پر 7 فروری 2010 ایک تجزیہ کار مسٹر البرٹو راموز نے کہا ''سینٹرل بینک کے ریزروز (محفوظ خزانہ) کو سرکاری دینداریوں کی ادائیگی میں خرچ کرنا کوئی مثبت ترقی نہیں ہے۔زائد ریزروز کا خیال ایک بحث کا موضوع ہے، اس سے سینٹرل بینک کی بیلینس شیٹ کمزور ہوتی ہے اور یہ سرکاری غلط پالیسی کی طرف اشارہ کرتی ہے، اس کی وجہ سے 2010 میں مالی بحران میں اضافہ ہوا۔

ملک کیلئے اور بربادی کی بات یہ رہیں جس کے بارے میں سینٹرل بینک کے گورنر مسٹر ریڈریڈو نے انتباہ دیا تھا وہ بھی سامنے آگئی۔جنوری 2010 کی شروعات میں مسٹر تھامس گریزا نیویارک کے ایک جج نے ارجنٹینا کی سینٹرل بینک کے اکاؤنٹ نیویارک کی فیڈرل ریزرو بینک میں تھے، ان کو منجمد کر دیا۔انویسٹرس کے ذریعہ دعویٰ کیا گیا کہ چونکہ ارجنٹینا کی سینٹرل بینک اب خودمختار نہیں ہے، وہ اب سرکار کی کٹھ پتلی ہوگئی ہے۔

(مندرجہ بالا خیالات کا اظہار ارجنٹینا کی سینٹرل بینک کے چیف کے استعفیٰ دینے کے بعد بدلے حالات کے مدنظر 30 جنوری 2010 کو فائینینشیل ٹائمز اور 7 فروری 2010 کو یورو منی کے ایڈیٹرس کے تجزیہ پر مبنی ہے۔)

میں یہ بات اس لئے زور دے کر کہہ رہا ہوں کہ خودمختاری کی قوت میں کشمکش سے بازار میں بغاوت ہو جاتی ہے۔میرا یہ ریمارک آج اسلئے ہے کہ ملک کی اقتصادی اور مالیاتی استحکام کلئے سینٹرل بینک کا خودمختار ہونا کتنا ضروری ہے۔سینٹرل بینک کو اگر سرکار کی ایگزیکٹیو برانچ کی طرح استعمال کیا گیا تو اس سے کیپٹل مارکٹ میں بھروسہ ختم ہو جائے گا اور ایک بحران پیدا ہو جائے گا اور یہ ایک ''سیلف گول' مارنے کی طرح ہو جائے گا جس کی وجہ سے سرکار کو خود ہی اپنی مالیاتی ضرورتیں پوری کرنے میں دشواری آئے گی۔

راشٹریہ کامیاب (یا فیل) کیوں

اس سے پہلے کہ ہم اس کی پیچیدگی کے بارے میں بتائیں، میں آپ کے سامنے سینٹرل بینک کی خودمختاری کی اہمیت آسان لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔

ماہرین اقتصادیات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سرکاروں کو اپنے ملک کی بہتری کیلئے ذمہ داریوں کا احساس اور قانون کی حکومت پر متفق ہونا چاہئے۔
فرانس فکویاما (دی اوریجنس آف پالیٹکل آرڈر 2011) ان دونکات کو اہم مانتے ہوئے اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ سوسائٹیز میں امن ہو اور خوشحالی ہو، ساتھ ہی ایمانداری بھی ہونا چاہئے۔
مسٹر ڈیرون ایکموگلو اور جیمس رابنسن (کیوں راشٹر فیل، 2012) اداروں کی بہتری کو الٹی کسی بھی نیشن کی سیاسی و اقتصادی کامیابی و تنزلی پر اثر انداز ہوتی ہے، انہوں نے دونوں جڑواں ملکوں (اتری کوریا و دکھنی کوریا) ضر اپنی اسٹڈی سے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا:-
اقتصادی اور سیاسی اداروں کے ذریعہ اپنے طور پر لئے گئے فیصلوں سے قانون کا راج اور تعمیری کام ہوتے ہیں، ایسے اداروں سے ہی ملک خوشحال ہوتا ہے، اس کے برعکس برسر اقتدار پارٹیوں کے ذریعہ اقتصادی اداروں پر لگائی گئی پابندیوں سے ملک کی حالت ابتر ہو جاتی ہے۔
نیویارک میں اپنے پرانے ساتھیوں سے یونیورسٹی اسٹرن اسکول اینڈ فائینشیل بزنس (این وائی یو اسٹرن) میں بات چیت کے دوران معلوم ہوا کہ اقتصادیات کی درجہ بندی وہاں کا معمول ہے، اس سے وہاں کی اکنامی کو حوصلہ ملتا ہے اور جس سے صنعتوں میں آرتھوڈوکسی کے خلاف کامیابی کا منتر مانا جاتا ہے اور تجارتیں اپنی ریاستی پالیسی سے ہم آہنگ ہو کر ملک کی ترقی کیلئے کوشاں رہتی ہیں۔ اداروں کی اہمیت کیلئے ترجیحی تھیوری اور ترمینالوجی کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے ملکیت کا حق، عدلیہ الیکشن آفس (ڈیموکریسی میں) کی خودمختاری اور ان کی آزاد پالیسی کی وجہ سے وہ سب ادارے اپنا کام بہتر طریقہ سے انجام دیتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک آزاد اور خودمختار سینٹرل بینک کے بارے میں کم لوگ ہی جانتے ہیں کیونکہ یہ بلاک میں ایک نئے بچہ کی طرح ہے (کچھ معاملوں میں 100 سال سے بھی کم عمر کی) اور یہ عوام سے براہ راست کم ہی تعلق رکھتی ہے جبکہ اس کے اثرات بہت دوررس ہوتے ہیں۔

حکومت اور سینٹرل بینک (دو افق کی کہانی)

ایک سینٹرل بینک اکنامی کیلئے بہت سے اہم کام کرتا ہے۔ یہ رقم تقسیم پر کنٹرول کرتا ہے، قرض کے حصول یا اس کی تقسیم پر شرح سود طے کرتا ہے، بیرونی سیکٹرس کو مینج کرتا ہے، ایکسچینج ریٹ کو کنٹرول کرتا ہے، مالیاتی سیکٹرس کو مستحکم کرتا ہے، خاص طور سے بینکوں کو مضبوطی دیتا ہے۔ یہ اکثر کریڈٹ اور فارن ایکسچینج بازار کو ریگولیٹ کرتا ہے اور ملک میں گھریلو اور بیرونی فرنٹ پر اقتصادی مضبوطی فراہم کرتا ہے۔ پوری دنیا میں سینٹرل بینک ایک ایسے اداروں کے طور پر بنایا گیا جو حکومت کی کارکردگی سے الگ ہو کیونکہ یہ حکومت کے ایگزیکیٹو کام کاج کا شعبہ نہیں ہے، اس کی طاقت متعلقہ آئین کے ذریعہ الگ رکھی گئی ہے، اس کا کام کچھ تکنیکی ہے، سینٹرل بینک ٹیکنوکریٹس اور فیلڈ ایکسپرٹس کی سربراہی میں کام کرتا ہے، اس میں خاص طور سے ماہر اقتصادیات، ماہر تعلیم، کامرشیل بینکرس اور پرائیویٹ سیکٹر کے نمائندے جو کہ حکومت کے ذریعہ مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان کا چناؤ نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ پورا ڈھانچہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ سینٹرل بینکوں کو اسے (پاورس) اختیارات کا استعمال آزادانہ طور پر کرنا ہے۔
سینٹرل بینک حکومت سے الگ کیوں ہے؟ میں آپ کے سامنے اس کی وضاحت کر رہا ہوں۔
(1) اس وضاحت کا پہلا حصہ حکومت کے فیصلوں اور سینٹرل بینک کے فیصلوں سے تعلق رکھتا ہے۔
حکومت کے فیصلہ کم مدت کے مدنظر ہوتے ہیں جیسے ٹی۔20 میچ فوری نتیجہ، ملک میں ہمیشہ کبھی نہ کبھی الیکشن ہوتے رہتے ہیں۔ قومی الیکشن، ریاستی الیکشن درمیانی مدت کے الیکشن وغیرہ ان میں رولنگ پارٹی اپنے مینی فیسٹو میں عوام کو لالچ بھری اسکیمیں دکھاتی ہے اور ان پر عمل کرنا چاہتی ہے اور کسی بھی طرح سے چناؤ جیتنا چاہتی ہے۔ یہ کم مدتی فائدے فرانس کے لوئیس XV کے دعوؤں سے بخوبی سمجھ آسکتا ہے، اس نے کہا تھا (میرے بعد سیلاب آجائے گا)
جبکہ دوسری طرف سینٹرل بینک ایک ٹیسٹ میچ کی طرح کھیلتا ہے، وہ ہر سیشن میں جیتنا چاہتا ہے، وہ یہ بھی دھیان رکھتا ہے کہ ہمیں اپنے کو بچانا بھی ہے تاکہ ہمیں اگلے سیشن میں جیتنے کا موقع ملتا رہے۔ خاص طور سے سینٹرل بینک وقتی سیاسی دباؤ کے اثر میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے وہ مستقبل کو نظرانداز نہیں کرتا ہے چونکہ اس کے ایگزیکیٹو نامنیٹ کئے جاتے ہیں، وہ پبلک کے ذریعہ منتخب ہو کر نہیں آتے ہیں لیکن سینٹرل بینکرس دوررس نتائج کے فیصلہ لیتے ہیں، حکومت کی طرح الیکشن کو مدنظر رکھنے والے فیصلہ نہیں لیتے ہیں۔ سینٹرل بینکرس حکومت کی پالیسی کو زیر غور رکھتے ہو، دورگامی اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ لیتے ہیں کہ ملک اقتصادی بہتری کیلئے کیا مقصد ہے۔ سینٹرل اپنے مینڈیٹ کے ذریعہ (جو ذمہ داریاں اس کو سونپی گئی ہیں) اقتصادی اور معاشی بہتری کیلئے لانگ ٹرم پالیسی بتاتا ہے، وہ کبھی اپنی سخت پالیسی کے ذریعہ شارٹ ٹرم فائدوں کی قربانی دے کر اپنی ساکھ کو برقرار رکھتا ہے، اس کا نتیجہ مالیاتی استحکام کی شکل میں ملک کو حاصل ہوتا ہے۔
(2) وضاحت کا دوسرا حصہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ سینٹرل بینک حکومت سے الگ کیوں ہے، یہ اس مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے کہ سینٹرل بینک کیا کیا انتظام کرتا

ہے۔منی کی تخلیق۔کریڈٹ بنانا، بیرونی سیکٹر کا انتظام اور مالیاتی استحکام۔اس میں اقتصادیات میں قابل تعریف فوائد ساتھ ہی ساتھ خطرات سے نمٹنے کی تیاری، جس کی وجہ سے اقتصادی بڑھوتری کی قیمت پر غیر مستحکم معاشیات نہ ہوجائے۔مثال کے طور پر۔

(i) رقم کا زیادہ بہاؤ معاشی ٹرانزیکشن کو سہولت و اپکا بشمول سرکاری خسارہ کی بھرپائی لیکن اس کے دوررس نتائج یہ ہوں گے کہ افراط زر میں اضافہ ہوجائے گا جس سے معاشی بھگتان پریشان کن ہوں گے۔

(ii) زیادہ کم شرح سود اور بینک کیپٹل اور لکویڈٹی ضروریات میں چھوٹ سے کریڈٹ تخلیق بڑھ جائے گی، اثاثوں کی قیمت افراط زد بڑھے گا اور مضبوط معاشی ترقی میں وقتی طور پر اضافہ ہوگا لیکن زیادہ کریڈٹ ترقی اپنے ساتھ کو الٹی کروالائے گی، جس سے مصنوعی سرمایہ کاری بڑھے گی اور اثاثوں کی قیمت دھڑام ہوجائے گی، یہ سب اثرات بعد میں دکھائی دیں گے۔

(iii) غیر ملکی کیپٹل کا بہاؤ ہماری اقتصادیات میں وقتی طور پر مالیاتی دباؤ کو کم کردے گا جس سے سرکاری بیلینس شیٹ بہتر ہوگی اور پرائیویٹ سیکٹر یوم کرے گا لیکن مستقبل میں اس کی ''اچانک روک'' یا بیرون ملک بہاؤ سے ہمارا ایکسچینج ریٹ دھڑام ہوجائے گا جو ہماری اکنامی کیلئے بہت مضر ہوگا۔

(iv) سپروائزری اور ریگولیٹری معیار کے ساتھ سمجھوتہ کرکے بینک لون کو معاف کرنے سے مالیاتی استحکام میں وقتی طور پر مضبوطی دکھائی دے گی لیکن صحیح معنوں میں آگئے آنے والے وقت میں بہت نقصان اٹھانا پڑے گا،اس سے ٹیکس پیربل بڑھے گا اور پوٹینشیل آؤٹ پٹ میں نقصان ہوگا۔

حالانکہ یہ ہمیشہ نہیں ہوتا ہے لیکن اکثر حکومت کے ذریعہ مستحکم ترقی کیلئے دخل اندازی کی جاتی ہے، اسٹرکچرل سدھار کے نام پر اس کی وجہ سے اخراجات میں سمجھوتہ بھی کرنا پڑتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت کیلئے یہ آسان حل ہے کہ وہ سینٹرل بینک سے کہے/احکام جاری کرے/قانون کا استعمال کرے اور وقتی فائدے کیلئے دباؤ بنائے لیکن صحیح معنوں بنایا گیا کہ وہ اپنے کو گورنمنٹ کی ایگزیکٹیو برانچ بننے سے دور رکھے۔

سینٹرل بینک کی آزادی کو کم آنکنا

اگرچہ سینٹرل بینک کو عام پر حکومت سے الگ رکھا گیا ہے، پھر بھی حکومت کے ذریعہ وقتی فائدہ کیلئے اس کی فیصلہ لینے کے اختیارات کو کم کیا جاسکتا ہے یہ کئی طریقوں سے ہوسکتا ہے۔سینٹرل بینک کے اہم عہدوں پر ٹیکنو کریٹس کے بجائے سرکاری ملازمین کا تقرر کرنا، جیسے گورنر یا سینئر مینجمنٹ (ii) لیجسلیٹو ترمیمات کے ذریعہ اس کے اختیارات میں کمی لانا: اس کی اسٹیچوٹری اختیارات کو کم کرنا، (iii) بینکنگ پالیسیز کو روکنا یا بلاک کردینا اور سرکاری مداخلت کے ذریعہ جوائنٹ فیصلہ کن اختیارات حاصل کرنا اور (iv) سینٹرل بینکنگ کے متوازی ریگولیٹری ایجنسی کا قیام جس کے پاس کمزور قانون طاقت ہو، غیر ریگولیٹیڈ اداروں کو بڑھاوا دینا جن کے ذریعہ سینٹرل بینک کے دائرہ کے باہر ہو، وہ کام کرسکیں۔

اگر ایسی کوششیں کامیاب ہوجاتی ہیں تو اکنامی میں نئی پالسیاں بنیں گی جس سے میکرو اکنامک استحکام میں گراوٹ آئے گی اور یہ معاشی بحران کو مدعو کرے گا۔

لہٰذا ایسی بہت سی وجوہات ہیں، جن کی بنا پر ہم سینٹرل بینک کی چمک اور اس کی خودمختاری کو بنائے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ملک کی معاشی حالت میں سدھار لاسکیں اگر اس کی آزادانہ فیصلہ لینے کی قوت کو دیا گیا تو ملک کی معاشی پوزیشن پستی کی طرف مائل ہوجائے گی۔

(i) جب بھی حکومت سینٹرل بینک کے اختیارات کو کمزور کرے گی اور اس کی پالیسیوں میں دخل دے گی، بینکیں اور پرائیویٹ سیکٹرس اپنی اپنی پالیسیوں کیلئے لابنگ کریں گے جو ان کے حق میں ہوں گی، اس سے مجموعی گروتھ کم ہوگی اور ان کی گروتھ میں اضافہ ہوگا۔

(iii) جب سینٹرل بینک کے دائرہ سے باہر مالیاتی معاملوں کے اہم حصہ کو رکھا جائے گا تو ''شیڈو بینکنگ'' پروان چڑھے گی، اس سے چھوٹے کھلاڑی بھی اپنے مفاد کو ترجیح دیں گے، اس سے آنے والی نسلوں کو اس مالیاتی کمزوری کی قیمت چکانی پڑے گی۔

لہٰذا حکومت اور سینٹرل بینک کے الگ الگ فیصلہ کرنے والے افق کا مختلف ہونا ضروری ہے، جس پر میں نے روشنی ڈالی ہے، دونوں کے کام کے طریقے الگ الگ ہیں، جس کے بارے میں سب جانتے ہیں اور سب ہی متفق ہیں کہ سینٹرل بینک کو ایگزیکیٹو آفس سے الگ ہی رکھنا چاہئے اور اس کو آزادانہ طور پر اپنا کام کرتے رہنے دینا چاہئے۔سینٹرل بینک میں یقیناً غلطی کرسکتا ہے جس کے لئے وہ پارلیامنٹری اسکروٹنی کے سامنے پیش ہوسکتا ہے اور اس کی ذمہ داری اس پر ڈالی جاسکتی ہے۔اسی طرح سے وہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوگا، ادارتی انتظامات اس کی آزادی، شفافیت اور عوام کی طرف جوابدہی سے ایک توازن برقرار رہے گا اور سینٹرل بینک کی خودمختاری مضبوط ہوگی۔اس لئے کسی بھی طرح حکومت کے ذریعہ اس کے کام میں دخل اندازی براہ راست ہو، یا بالواسطہ سینٹرل بینک کی آزادانہ کام کرنے کی صلاحیت کو کمزور ہی کرے گی۔

موت کا کیس (چما)۔ بازار کی غضبنا کی کو مدعو کرنا

حکومت کے دوراندیش لیڈرس اپنے ووٹروں کو وقتی فائدہ کے بارے میں قائل کر سکتے ہیں کہ میکروا کنامک استحکام کی اہمیت کیا ہے۔مثال کے طور پر وہ لانگ ٹرم میں مالیاتی سیکٹر میں کریڈٹ کا دعویٰ کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ ریزرو بینک آزادانہ طور پر کام کرے جو اسکا اہم کام ہے،لیکن وہ میکروا کنامی کو ہمارے حساب سے بڑھاوا دے جب یہ قدم اٹھائے جائیں گے جبکہ سینٹرل بینک ایک پائیدار اکنامی کو ترجیح دیتا ہے۔اس نے کام میں دخل اندازی اور اپنے فیصلہ تھوپنے سے حادثات سامنے آسکتے ہیں،جس سے میکروا کنامیک مینجمنٹ میں ''رسہ کشی'' شروع ہو جائے گی۔روزمرہ کے آپریشنل کے فیصلوں سے اختیارات کا جھگڑا شروع ہو جائے گا اور چونکہ سینٹرل بینک کو کریڈٹی لینے کے لئے مجبور کیا جائے گا جس سے اس کی آزادانہ حیثیت پر اثر پڑے گا اور اس کی خودمختاری کو کم کرنے کی کوشش شروع کی جائے گی۔ان حالات پر بازار اپنی پوری نگاہ رکھے گا،اگر غیر یقینی میں اضافہ ہوتا ہے تو سینٹرل بینک کی کریڈیبلٹی واس کی خودمختاری پر اثر ہوگا،اس سے بازار میں کشمکش شروع ہو جائے گی اور ایکسچینج ریٹ متزلزل ہو جائے گا۔

مجھے اس کی وضاحت کرنے دیں

موجودہ دور میں معاشیات پوری طور پر کیپٹل مارکٹس کے ذریعہ سرمایہ کاری کو فائینس کرنے پر انحصار کرتی ہیں کسی اوتار پر نہیں۔یہ سچ ہے آج کی حکومتوں پر جیسا کہ ساورن اور کویزی ساورن قرض مارکٹ کا اتنا بڑا اسائز ہونا۔یہی وہ مارکٹ ہے جو گھریلو اور بیرونی کرنسی پر اثر انداز ہوتا ہے۔جیسے ہی لانگ ٹرم رسک مثلاً افراط زر یا مالیاتی عدم استحکام بڑھتا ہے،مارکٹس ساورن قرض کو ریپرائز کر دیتے ہیں،جس سے فائینس میں اضافہ ہو جات ہے،اس کا فوری اثر فارن انویسٹمنٹ پر پڑتا ہے، اس سے رسک میں کمی آجاتی ہے اور معاشیات کے بیرونی سیکٹر میں استحکام آجاتا ہے۔

لہٰذا اس تیسرے کھلاڑی کی موجودگی (مارکٹ کی) سینٹرل بینک اور حکومت کے درمیان ایک اہم فیڈ بیک میکینزم کی طرح ہوتی ہے۔مارکٹ حکومت پر دباؤ بنائے رکھتا ہے کہ وہ سینٹرل بینک کی آزادی پر دخل نہ دے۔اور یہ حکومت کو مجبور کر دیتا ہے کہ وہ حد سے زیادہ خرچوں کو خود بھگتے۔مارکٹ سینٹرل بینک پر بھی دباؤ بناتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو خود اٹھائے جبکہ اس کے اوپر حکومت کا کتنا ہی دباؤ کیوں نہ ہو،وہ آزادانہ فیصلہ لے۔

2010 کے ارجنٹینا واقعہ کے دوران مارکٹ کی بغاوت اور نکتہ چینی کے بارے میں میں نے اپنے شروعاتی خطاب میں بتایا تھا۔یہ نوٹ کیا جائے کہ اس سال میں مارکٹ ساورن بانڈس کے اٹھان اور کرنسی کی قیمت میں کمی نے اس یقین کو تقویت پہنچائی کہ سینٹرل بینک کی مانیٹری پالیسی پر حکومت کا پورا اثر ہے،حکومت کی طرف سے عوام کو بھی یہ بتایا جاتا رہا کہ وہ سینٹرل بینک کے فیصلہ لینے والے اختیارات پر اپنا کنٹرول چاہتی ہے۔ایک معاملہ میں افراط زر کی بڑھوتری کے باوجود شرح سود میں کمی اور مشکل خسارہ میں اضافہ نے مزید نقصان کیا اور دوسری طرف حکومت کے سربراہ نے شرح سود کی اونچائی کو ''شیطان'' سے مثال دی جبکہ افراط زر دو ہندسوں میں تھا۔

یقیناً بازار،بازاروں کے بڑھنے میں قدغن نہیں لگا سکتا۔اپنے وقت کی دنیا کی محفوظ معاشیات میں سے ایک اکنامی پر افراط زر کی مارنے اور حکومت کے ذریعہ اٹھائے گئے قدم نے عوام کو حیران اور تذبذب میں ڈال دیا۔انویسٹرس کے دماغ میں مشکل خسارہ کو لے کر شبہات پیدا ہونے لگے کہ سینٹرل بینک کے ریزرو کو کیوں ہتھیایا جا رہا ہے۔(20 اکتوبر 2018 کو اخبار ''دی اکنامسٹ'' میں سینٹرل بینک کی خودمختاری پر مباحثہ)

بیری ایشن گرین،کیلیفورنیا یونیورسٹی،برکلے کے پروفیسر آف اکنامکس اینڈ پالیٹکل سائنس نے اپنی کتاب (2018) مارکٹ پر تنقید فیڈ بیک کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

ایسی کئی وجوہات ہیں جو کہ ممالک اپنی سینٹرل بینکوں میں ٹیکنوکریٹس اور ماہرین کا تقرر کیوں کرتے ہیں اور وہ مانیٹری پالیسی میں فیصلہ کن انداز میں اثر انداز ہوتے ہیں۔وہ کافی سوچ وچار کرتے ہیں وہ وقتی فائدہ کیلئے معاشی حالات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی مخالفت کرتے ہیں،وہ دوررس فائدہ کے بارے میں ترجیح دیتے ہیں۔جیسا کہ ہمیں تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔یہی معاشی بہتری کیلئے مثبت ہے۔یہی کارکردگی منتخب نیتاؤں کو صحیح یا غلط قرار دیتی ہے۔

سمجھدار رہنما (نیتا) اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔لہٰذا وہ سینٹرل بینک کی خودمختاری اور اس کے فیصلوں کو ہمیشہ حق بجانب قرار دیتے ہیں اور اس پر اپنی رائے تھوپتے نہیں ہیں۔بدقسمتی سے سبھی نیتا اتنے سمجھدار نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو دیر مدت تک انتظار کرنے کا صبر ہوتا ہے جبکہ ان کے ذریعہ تقرر کئے گئے ماہرین ان کی خواہشات کے سامنے جھکتے نہیں ہیں۔اور نہ ایسے نیتا کسی اچھی کوالٹی کے اداروں سے وراثت حاصل کئے ہوتے ہیں،ان کو سینٹرل بینک کی خودمختاری اور

مانیٹری پالیسی پر اس کے ذریعہ لئے گئے فیصلوں سے کوئی مطلب نہیں ہوتا اور نہ ہی طاقت کے بٹوارہ سے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ بازاروں پر اپنی توجہ دیتے ہیں؟

پروفیسر بیری ایشن گرین نے اپنے مشاہدہ سے بتایا کہ اگر حکومت بازار پر اپنی توجہ رکھے تو اس کو محسوس ہوگا کہ سینٹرل بینک کی خودمختاری ہی اس کی اصل طاقت ہے اور وہ حکومت کی سچی دوست ہے، کچھ لوگ اس سے ناخوش ہو سکتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس سے حکومت کی دوررس پالیسی میں مخالف اثرات ہی مرتب ہوں گے۔

اب میں آپ کو اسی موڑ پر لاتا ہوں کہ ان کا تعلق ریزرو بینک آف انڈیا سے کیا ہے؟

آنجہانی دینا کھٹکھٹے نے ریزرو بینک کے بارے میں ایک بہت شاندار اور علمی رائے دی تھی (2005 میں اختیارات کا بٹوارہ اور الگاؤ کی اسٹڈی) نیچے دیئے گئے کچھ خیالات اور تب سے ڈیولپمنٹ پر میں ان کی رائے سے اخذ کرتا ہوں۔(1993) میں اپنے وقت کے آر بی آئی کے گورنر ڈاکٹر سی رنگ راجن اور (2001، 2007) کے گورنر ڈاکٹر وائی وی ریڈی کے ذریعہ دیئے گئے ان کے لکچرس سے یہ بات صاف ہے کہ انہوں نے اپنی مدت میں آر بی آئی کی خودمختارانہ حیثیت میں حکومت کے دخل کو یا اس نظریہ کو غلط ہی مانا ہے، جب کبھی ایسا موقع آیا بھی حکومت نے ہمیشہ آر بی آئی کی مانیٹری پالیسی میں دخل اندازی سے پرہیز ہی کیا ہے بلکہ اس کو ہمیشہ سپورٹ کیا ہے۔ریزرو بینک کی آزادی اور اس کے فیصلوں سے ہی معاشی حالات پر قابو پانے میں مدد ملی ہے، ملک ترقی کی راہ پر گامزن رہا ہے، موجودہ چیلنج پر بھی آر بی آئی اپنے فیصلوں سے قابو پالے گا۔

ریزرو بینک آف انڈیا کی آزادی برقرار رکھنے میں ترقی کا ارتقاء (پروگریسو ایوولیوشن)

ریزرو بینک نے ہمیشہ ہی آر بی آئی ایکٹ، 1935 اور بینکنگ ریگولیشن ایکٹ، 1949 سے بہت اہم اختیارات کا حامل رہا ہے، کون سے اور کب ایسے معاملے سامنے آئے، جہاں آر بی آئی نے پریکٹس میں ان اختیارات کا استعمال کیا۔ وقت گزرتا گیا آنے والی حکومتوں نے بہت سے ماہرین معاشیات نے بہت سی کمیٹی رپورٹوں نے ریزرو بینک کی آپریشنل آزادی کو برقرار رکھنے پر ہی اکتفا کیا۔ میں آپ کو مضبوط ترقی کے تین کارناموں کی طرف آپ کا دھیان دلاتا ہوں۔

مانیٹری پالیسی:- اپنے وقت کی سبھی سینٹرل بینکوں کی طرح ہندوستان کی آزادی کے فوراً بعد آنے والی حکومت کی سماج واد پلاننگ پالیسیوں کے دام میں ریزرو بینک بھی پھنس گئی تھی۔شرح سود کریڈٹ کی شرح مختلف میچورٹیز پر اصل اکنامی کیلئے سیکٹورل کریڈٹ کا ایلوکیشن۔

1990 میں شرح سود کا باضابطگی سے الگ کرنے کے بعد مانیٹری پالیسی نے جدید جہت حاصل کی۔ ایسے شروع کرنے پر ہر طرف سے آر بی آئی پر شرح سود کو ضابطگی میں رکھنے کا دباؤ پڑا۔ مانیٹری پالیسی کے بہت سے مقاصد ''ایک مقصد'' ایک انسٹرومنٹ کے حصول کے ٹنبرگن اصول کی خلاف ورزی مانا گیا۔ یہ سمجھانے میں بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا کہ ہم شرح سود کیا رکھیں اور اس سے کیا حاصل ہوگا۔لیکن یہ ریزرو بینک کا ریگولیٹری اختیار تھا اور گورنر صاحب نے ایسا کیا اس قدم سے ریزرو بینک کے مانیٹری پالیسی میں آزادانہ اختیار غالب آیا۔ دوسرے لفظوں میں حکومت پر دباؤ پڑا کہ وہ معاشی وسعت کیلئے شرح سود کم رکھے۔

یہ ایک مسئلہ رائے ہے کہ قانون ہمیشہ کسی ذاتی رائے سے بہتر ہوتا ہے، خاص طور سے جب مسائل درپیش ہوں۔ نوبل لاریٹس فن کڈ لینڈ اور ایڈورڈ پریسکاٹ کی 1990 اور 1980 نیز 1977 میں یہ سوچ تھی کہ عوام اور انویسٹرس اپنے مستقبل کی بہتری کے بارے میں سوچتے ہیں اور حکومتوں کے ذاتی مفاد کے برتاؤ پر بھی نظریں گڑاتے ہیں، اس لئے اپنے طور پر اپنی رائے سے بنائی گئی مانیٹری پالیسی اگرچہ سخت تو ہوتی ہے لیکن وہ افراط زر کی امیدوں پر قدغن لگانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

افراط زر دو ہندسوں میں پہنچنے کے نتیجہ میں افراط زر پر قابو پانے کیلئے ایک جنگ کی شروعات 2013 میں کی گئی، اس وقت کے گورنر رگھورام جی راجن نے دی ارجت پٹیل رپورٹ مانیٹری پالیسی فریم ورک پر بنائی گئی ارو یہ رپورٹ 2014 میں شائع ہوئی اور آخر میں اگست 2016 میں مانیٹری پالیسی کو مضبوطی دینے کے لئے ایک ''مانیٹری پالیسی کمیٹی'' (ایم پی سی) کی تشکیل دی گئی۔

اس کمیٹی میں 3 آر بی آئی ممبرس سے جس میں سے گورنر شامل ہیں (ان کے پاس کاسٹنگ ووٹ ہے) 3 باہری ممبرس جن کا تقرر حکومت کرے گی۔ اس ایم پی سی کمیٹی کو پارلیمنٹ سے لیجسلیٹو ایوارڈ حاصل ہے۔ اسی کمیٹی نے 4% سی پی آئی افراط زر مڈ ٹرم میں ہی حاصل کر لیا اور گروتھ کی طرف اس کا دھیان لگا رہا اور یہ سب اس نے آپریشنل آزادی کی وجہ سے ہی حاصل کیا اور کمیٹی کے ریزولیشن کے مطابق شفافیت کے ساتھ ذمہ داری اٹھاتے ہوئے۔2 سالہ مانیٹری رپورٹ میں کمیٹی کے ہر ممبر کے خیالات درج ہیں اور یہ رپورٹ حکومت کو سونپی گئی اگر یہ (+)(-)2% افراط زر تین کوارٹرس میں لگاتار قائم رہے۔ مانیٹری پالیسی کمیٹی نے جس کو

قائم ہوئے صرف 2 سال ہی ہوئے ہیں۔شرح سود کے اعلان کے فیصلہ افراط زر ٹارگیٹ کو قابو میں رکھا ہے اوراس سے کریڈیبلٹی بڑھی ہے اورایکسچینج ریٹ مستحکم ہوئے ہیں،اب تنقید کرنے والے کچھ وقت کیلئے اسی معاشی اثر سے دور رہیں گے۔اس میں مختلف رائے ہوسکتی ہیں کہ ایم پی سی کمیٹی نے مانیٹری پالیسی کیلئے ایک آزاد ادارہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔حکومت کو یہ کریڈیٹ ضرور جاتا ہے کہ اسے دوراندیشی سے ایک آزاد مانیٹری پالیسی بنانے کے لئے نئی طاقت کے ساتھ ایم پی سی کو قانونی طاقت دے دی ہے۔(صرف باہری تین کمیٹی ممبروں کو شامل کرکے اپنے کو دور رکھتے ہوئے)

(2) ڈیٹ مینجمنٹ:-آزادی کے بعد کئی دہائیوں سے ریزروبینک بھارت سرکار کے کم مدتی ٹریزری بلس (بہت کم شرح سود) جاری کرنا رہا ہے،جو فسکل خسارہ کو فنڈنگ کرتے ہیں۔ریزروبینک عوامی طور پر اپنے اوپن مارکٹ آپریشن سے سرکار کے بانڈس جاری کرنے کو تسلیم کررہا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ریزروبینک کی بیلنس شیٹ ہمیشہ سے ہی سرکار کی آمدنی کا ایک ذریعہ رہی ہے،جیسا کہ ٹیکس کا حصول۔اس سے سرکاری خرچوں کی بھرپائی میں ملتی رہی ہے۔انڈیا میں اونچی افراط زر کے بندوبست نے دونوں نوبل لاریٹس مسٹرملٹن فریڈ مین اور تھامس سرجنٹ جو معاشیات کے ماہر ہیں (1970 اینڈ 1982 بالترتیب) کو خوش رکھا ہے۔

آخر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مالیاتی بے حیائی اور افراط زر کے خطروں سے نمٹنے کیلئے حکومت کے خسارہ کو ٹھیک کرنے کے لئے ریزروبینک اور حکومت دونوں نے مشترکہ طور پر (1997-1994) میں کوششیں کی تھیں اور ریزروبینک،ویز اینڈ مینس ایڈوانسز (ڈبلو ایم اے) پر کیپ لگا کر خسارہ کو روک دیا تھا۔مالیاتی ذمہ داری اور بجٹ مینجمنٹ ایکٹ (ایف آر بی ایم ایکٹ)2003 نے ریزروبینک کو گورنمنٹ سیکیورٹیز کی اجراء سے منع کردیا تھا۔گھریلو منی پر اس کے اثر کو ختم کرنے کے لئے اوپن مارکٹ آپریشنس وجود میں لائے گئے اس سے فارن منی کے دخل کو روک دیا گیا اور اکنامی میں رقم کے بہاؤ کی ضرورت کو پورا کیا گیا بجائے اس کے خسارہ کو فنڈنگ کیا جائے۔اس سے پرانی عادتوں سے جھٹکارہ مل گیا۔اس تبدیلی سے حکومت کا ڈیٹ مینجمنٹ کا کام ریزروبینک کے ساتھ ہونے لگا۔اب گورنمنٹ کے قرضوں کی نیلامی ریزروبینک کے ذریعہ شروع ہوگئی،اس کی وجہ سے سیکیورٹیز اور بائی بیک انتظام ریزروبینک نے اپنے ہاتھ میں لے لیا،اب سے اہم کام فنڈنگ فسکل پلاننگ کیلئے آسان ہوگئی۔

مزید یہ کہ ایس ایل آر اور سی آر آر جس کا بڑا حصہ بینک ڈپازٹس ہوتا ہے حکومت کی صوابدید پر ہیں لیکن ان کو بھی انٹرنیشنل پروڈینشیل اسٹینڈرڈ کی لائن پر معقول بنایا گیا ہے۔مثال کے طور پر ایس ایل آر کے معاملہ میں اس کا لیول کم کردیا گیا ہے،اس کو بیسل III لکویڈٹی کوریج ریشیو کے ساتھ ہم آہنگ کردیا گیا ہے۔

(3) ایکسچینج ریٹ مینجمنٹ:-آزادی کے بعد پنج سالہ یوجنا میں قیمتیں بشمول ایکسچینج ریٹ کو دائمی مانا جاتا تھا۔اب روپیہ کی اصل قیمت میں اتار چڑھاؤ اور میکرو اکنامک حالات کی وجہ سے اسٹرلنگ ہولڈنگس کا کوئی جواز نہ تھا اور اس پر بہت چوٹ پڑی ساتھ ہی ساتھ روپیہ کی قیمت بھی بری طرح متاثر ہوئی لیکن حقیقت میں گھریلو معاملہ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔مانیٹری پالیسی اور ڈیٹ مینجمنٹ آپریشن کی وجہ سے حکومتی خسارہ کو سہارا ملا۔فکسڈ ایکسچینج ریٹ کے دور کی وجہ سے خسارہ کے ابھار اس وجہ سے ہوا کیونکہ ریزروبینک اس وقت خاموش تماشائی بنا رہا۔(اس وقت کے حساب سے یہ قدم صحیح تھا)

1976 سے جبکہ روپیہ ایک منظم فلوٹ کی طرف بڑھ رہا ہے،کرنسی باسکٹ کے خلاف اور خاص طور سے 1993 سے سبھی پریکٹیکل مقصد کے لئے ایک فکسڈ ریٹ پر ہی روپیہ رہتا ہے۔ریزروبینک اپنے ریزرو مینجمنٹ کے استعمال اور میکرو پروڈینشیل کنٹرول فارن کیپٹل فلو پر رکھتا ہے،اس روپیہ میں زیادہ اتار چڑھاؤ نہیں ہوتا ہے۔لچکدار افراط زر انٹریسٹ ریٹ پالسی پر اثر انداز ہوتا ہے اس سے مانیٹری آپریشن کے ذریعہ فسکل خسارہ پر کنٹرول کیا جاتا ہے۔ایکسچینج ریٹ کا تعین ریزروبینک کی ذمہ داری ہے۔

ریزروبینک کی آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے درپیش چیلنجز

ریزروبینک کی آزادی کو برقرار رکھنے میں کچھ اہم کمزوریاں بھی آڑے آتی ہیں۔ان میں سے کچھ علاقہ 2017 میں پہچان میں آتے ہیں،جبکہ انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور ورلڈ بینک (آئی ایم ایف اور ڈبلیو بی) کے ذریعہ اس سال فائینیشیل سیکٹر اسیسمنٹ پروگرام (ایف ایس اے پی) کا انعقاد کیا گیا تھا۔اس میں ریزروبینک کی آزادی کو مستحکم کرنے کے راستہ بتائے گئے تھے۔اس میں ہندوستان کو 'مادی طور سے عدم تعمیل' قرار دیا گیا تھا۔

(1) ریگولیشن آف پبلک سیکٹر بینکس:-سب سے اہم رکاوٹ یہ ہے کہ ریزروبینک کو قانونی طور پر پبلک سیکٹر بینکوں کے خلاف کارروائی کیلئے محدود ذرائع ہیں۔جیسے ان کے اثاثوں کو قبضہ میں لینا،ان کے مینجمنٹ اور بورڈ کو تبدیل کرنا،لائسنس منسوخ کرنا اور کوئی تجویزی کارروائی جیسے ان کی فروخت کو مدغم کردینا۔ان میں سے سبھی کو کیا جاسکتا ہے۔خاص طور سے پرائیویٹ بینکوں پر کارروائی کی جاسکتی ہے۔ریزروبینک کے گورنر مسٹر ارجت پٹیل نے اپنی مارچ 2018 کی تقریر میں اس پر تفصیل سے بتایا تھا۔بیننگ ریگولیٹری پاورس ملکیت کی حیثیت سے غیر جانبدار ہونا چاہئے۔ایف ایس اے پی کے ذریعہ بار بار اس بات کو دوہرایا گیا۔(پیرا39

میں، ذمہ داریاں، مقاصد اختیارات، آزادی اور جوابدہی، دی بیسل کور اصول اسیسمنٹ رپورٹ)

قانون میں اس طرح ترمیم ہونی چاہئے جس سے آر بی آئی کو وہ سبھی اختیارات حاصل ہوں جن کا استعمال آر بی آئی پرائیویٹ بینکوں پر کرتی ہے، وہ ایسی کارروائی پبلک سیکٹر بینکوں کے خلاف بھی کر سکے۔ خاص طور سے بورڈ ممبری کی برخاستگی انضمام اور لائسنس کی واپسی۔ اقانون میں وہ شق بھی ہٹا دینا چاہئے جب ریزروبینک کسی بینک کا لائسنس واپس لے تو اس کی اپیل وہ بینک حکومت سے نہ کر سکے۔ اگر قانون تبدیلیوں میں مشکل ہے تو آر بی آئی اور حکومت کو ایک نیا فریم ورک ایگریمنٹ بنانا چاہئے، جس کے تحت حکومت ان معاملوں میں آر بی آئی کو پوری طور پر بااختیار اور آزاد رکھے، ان بینکوں پر نگرانی رکھنے کیلئے جیسا کہ مانیٹری پالیسی کے بارے میں کیا گیا ہے۔

(2) ریزروبینک کی بیلینس شیٹ طاقت:۔ سینٹرل بینک آپریشن سے اگر کوئی مالی نقصان ہوتا ہے تو اس کی بھرپائی کیلئے ریزروبینک کے پاس کافی مقدار میں ریزرو فنڈ ہوتے ہیں اور اس کے پاس اس منافع کو حکومت کو دینے کیلئے کافی قانونی جواز ہیں (ان میں وہ قوانین شامل ہیں جو کیپٹل اور ریزرو کو گورن کرتے ہیں)

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سینٹرل بینک حکومت سے الگ اپنا اہم رول ادا کرتا ہے (دیکھیں مثلاً موزر بوہم 2006) اس قت کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا ''زائد ریزرو ریزروبینک سے حکومت کو منتقل کر دیا جائے۔'' (کوجینیس 2018) گورنمنٹ چاہتی ہے آر بی آئی کی زائد کیپٹل سے 3.6 ٹریلین روپیہ جو کہ اس سے حساب سے سرپلس ہیں) یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا ذکر میں نے ارجنٹینا کی مثال دے کر شروع میں کیا تھا۔ اس بات کا ذکر راکیش موہن (2018) نے اپنی تین حصوں کی سیریز جو آر بی آئی پر ایک آرٹیکل میں کیا تھا جس کا ٹائٹل تھا ''آر بی آئی بیلینس شیٹ کو بچاؤ'' اس میں انہوں نے وضاحت کی تھی کیوں کہ سینٹرل بینک کو ایک مضبوط بیلینس شیٹ کی ضرورت ہے، جس سے وہ اکنامی کیلئے بہتر سے بہتر کام آسکے۔ میں اس کے اہم نکات پر مندرجہ ذیل تبصرہ کر رہا ہوں:۔

پہلا: لانگ ٹرم مالیاتی نتیجہ وہی ہوں گے اگر حکومت آج اپنے اخراجات میں فنڈنگ کیلئے سیکیورٹیز کا اجراء کرتی ہے آر بی آئی کے کیپٹل پر حملہ یا اس کی مدد سے کسی بھی طرح حکومت کو نیٹ بنیاد پر آنے والے وقت میں کوروینیو حاصل نہیں ہوگا۔ ہاں صرف وقتی طور پر رقم حاصل ہو جائے گی۔

دوسرا: تھیوری کے حساب سے ایک سینٹرل بینک اپنی مانیٹری پالیسی سے کیپٹل لیول کو مختلف زاویہ سے موزوں طریقہ سے عمل کرتا ہے، اگر لیول زیرو سے بھی کم ہو لیکن عملی طور پر اس بات کا خطرہ ہے وہ فائنینشیل مارکٹ میں اپنی ساکھ کو کھو دیتا ہے اور پبلک میں غلط پیغام جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے مقصد کو بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے، اگر یہ پیغام چلا جائے کہ اس کے پاس کافی مقدار میں کیپٹل نہیں ہے اور اس کا نقصان مقصد کی ناکامی کے طور پر ہوگا۔ ہمیں ڈر ہے اس بات کا اس سے سینٹرل بینک کی عزت پر بٹہ لگ سکتا ہے۔ بینک کیلئے انٹرنیشنل سیٹلمنٹس (بی آئی ایس) کے مطابق 1984 سے 205 کے درمیان کم سے کم ایک سال میں 108 سینٹرل بینکوں میں سے 43 سینٹرل بینکوں کو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ کچھ لوگوں کی طرف سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حکومت ضرورت پڑنے پر سینٹرل بینک کو کیپٹل فراہم کر سکتی ہے۔ یہ اصولی طور پر سچ ہے لیکن عملی طور پر بہت مشکل ہے جب حکومت خود مالیاتی دباؤ میں ہے اور اضافی اونچی قرض جی ڈی پی تناسب برقرار رکھے ہے جیسا کہ اس وقت انڈیا کے معاملہ کو لیں۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ سینٹرل بینک کی آزادی سے حقیقت میں یا غیر حقیقی طور پر کیوں کھلواڑ کریں۔

ایک بار پھر میں چاہتا ہوں کہ حکومت کو بہتر سوچنے کی صلاحیت ملے تاکہ وہ آر بی آئی کی بیلینس شیٹ پر حملہ آور نہ ہو۔

(3) ریگولیٹری اسکوپ:۔ آخری مسئلہ ہے ریگولیٹری اسکوپ کا۔ ابھی حال میں ہی سفارش کی گئی پیمنٹ اینڈ سیٹلمنٹ سسٹم کیلئے ریزروبینک کو درکنار کرتے ہوئے ایک الگ سے پیمنٹ ریگولیٹری بنیاد دیا جائے (راکیش موہن نے اسکا ذکر بھی اپنی سیریز میں کیا ہے) ریزروبینک نے 19 اکتوبر 2018 کو اس سفارش کے خلاف ''اختلاف رائے'' کا نوٹ شائع کیا ہے۔

اختتام:۔ اب میں آپ سب کا شکرگزار ہوں کہ آپ سب نے میری باتوں کو بہت دھیان سے سنا اور امید کرتا ہوں، آپ سب اس پر دھیان دیں گے۔

مسٹر مالیکم لمبے عرصہ سے ریزروبینک کے بہتر دوست، خیر خواہ اور صلاح کار رہے ہیں، وہ سابقہ وقت میں بورڈ ممبر بھی رہے ہیں، میں ان کی علمی قابلیت سے بہت متاثر ہوں، ان کے خیالات میں صاف گوئی اور ان کی دانشمندی کا میں قائل ہوں۔ مسٹر مالیکم میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس سال اے ڈی شراف میموریل لکچر میں خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا۔

آنجہانی اے ڈی شراف نے 1944 میں غیر سرکاری نمائندہ کی حیثیت سے اقوام متحد میں ''بریٹن ووڈس کانفرنس'' میں جنگ کے بعد کے معاشی اور مالیاتی انتظامات کیلئے اپنی خدمات دیں۔ ان بنیادی توجہ اس پر تھی کہ ان کو انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ اور ورلڈ بینک میں مستقل سیٹ حاصل ہو، بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا۔ میرے لئے ان کا سب سے اہم کنٹریبیوشن 1954 میں فری فورم انٹرپرائز تھنک ٹینک کی بنیاد رکھنا تھی جس کا کام ملک میں پنپ رہی سماجوادی تحریک میں خیالات کا اظہار کھلے

طور بات چیت سے کیا جائے۔ اس وقت کے ورڈ بینک کے سب سے ہر دلعزیز صدر مسٹر جارج ووڈس نے سوچیتا دلال کی بایوگرافی کے مطابق مسٹر اے ڈی شراف کو فائینس اور فری انٹر پرائز کا ''ٹائٹن'' کہا تھا۔

کوئی بھی اے ڈی شراف کو ان کے خیالات کو چھپانے پر تہمت نہیں لگا سکتا ہے۔ ان کی زندگی کے آخری دور میں ان خیالات کو انڈیا میں اک فیشن مانا جانے لگا۔ حالانکہ کچھ اور دیش بھکتوں نے ان سے زیادہ ہندوستان کے دوست بنانے میں زیادہ کام کیا ہے۔ ایسے لوگوں نے دوسرے ممالک میں ہندوستان میں سرمایہ کاری کیلئے بہت زیادہ اعتماد بنایا ہے۔

میں بہت انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اے ڈی شراف کی پالیسی پر تنقید کی آزادی کی ہمسری کوئی نہیں کر سکتا۔ ''اتنا صرف ایک ہی مقصد تھا، اپنے ملک کی بہتری کیلئے کوشش'' (یہ اقتباس شراف صاحب کے ذریعہ جناب اواسمتھ، ریزرو بینک کے پہلے گورنر کو لکھے گئے لیٹر سے لیا گیا ہے) میں نے آج کے موقع پر ''آزاد ریگولیٹری اداروں'' کی اہمیت پر منتخب کیا ہے اور خاص طور سے سینٹرل بینک جو ایک ریاست (اسٹیٹ) کی پہنچ سے باہر ہو حالانکہ یہ موضوع بہت حساس ہے لیکن میں زور دے کر کہتا ہوں کہ یہ ہماری معاشی امکان کے لئے بہت زیادہ اہم ہے۔ میں ایمانداری سے یہ امید کرتا ہوں کہ میں نے ان کی لافانی میراث کے ساتھ انصاف کیا ہے کہ اکنامک معاملات اور پالیسی بنانے میں سینٹرل بینک کو ہی پورے اختیارات دیئے جائیں۔

اسی کڑی میں آپ سب کو میں نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہم نے ریزرو بینک کو مانیٹری پالیسی فریم ورک بنانے میں اس کی آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ (کچھ تبدیلیوں میں، انسالوینسی اینڈ بینک رپسی کوڈ کے ساتھ ساتھ جی ایس ٹی کو ایک بحرانی اسٹرکچرل سدھار مانا گیا ہے، جس کو موڈی ز 11 ماہ پہلے انڈیا کی ساورن ریٹنگ کو اپ گریڈ کیا ہے) اور بہتر مالیاتی اور میکرو اکنامک استحکام کے حصول کیلئے ان کوششوں کو اور بڑھایا جائے، اس کے لئے ریزرو بینک کی آزادی کا احترام کیا جائے۔ ریزرو بینک کو ریگولیٹری اور سپروائزری اختیارات میں پبلک سیکٹر بینکوں کو بھی لایا جائے۔ اس کی بیلینس شیٹ کو مزید طاقت دی جائے، ان سب سے انڈیا کی مستقبل اکنامی میں بہتری کیلئے اس طرح کے سدھار کی ضرورت ہے۔ میں نے آپ کے سامنے ایک نقشہ کھینچ دیا ہے آپ لوگ اس پر غور کریں، دنیا کے بہت سے حصوں میں اس طرف نگاہیں لگی ہوئی ہیں کیونکہ بہت سے ملکوں میں اس طرح کے خطرات منڈلا رہے ہیں، جہاں سینٹرل بینکوں کی جڑیں کھودی جا رہی ہیں۔

میرے نیویارک یونیورسٹی ساتھی مسٹر وولکر نے اپنی بایوگرافی (2012) میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ بل سلبر تفصیل سے بیان کرتے ہیں، 1980 میں فیڈرل ریزرو گورنر مسٹر پال وولکر نے شرح سود کو سیٹ کر کے افراط زر کو ٹارگیٹ کیا، ان پر سب طرف سے شرح سود کم رکھنے کا دباؤ پڑا جس سے سستی فنڈنگ حاصل ہو، شارٹ ٹرم میں۔ اس وقت امریکہ کے صدر مسٹر ریگن نے خسارہ والا مینیفیسٹو جاری کیا۔ وولکر ذاتی طور پر ان کے ساتھ برابر یہ کہتے رہے اونچے فسکل خسارہ کے بجٹ سے خطرات ہوں گے جو کہ دو ہندسوں تک پہنچ گیا تھا لیکن کچھ ہی وقت میں اس افراط زر پر قابو پالیا گیا۔ آخر میں مسٹر وولکر کی جیت ہوئی، ان کی صلاح بہتر مانی گئی۔ میں اس پر زور دوں گا کہ سرکاری مالیاتی پلان سے بڑھتے ہوئے افراط زر پر قابو پانے کے لئے فیڈرل ریزروانسٹی ٹیوشن پریسیڈینٹ ریگن کا سچا دوست اور خیر خواہ ثابت ہوا، آج دنیا کے زیادہ تر ملک کے سربراہ اپنی سینٹرل بینک کی آزادی کا احترام کرتے ہیں۔ آزاد سینٹرل بینکرس اپنی اپنی حکومتوں کی بہتری کیلئے ہی کام کرتے ہیں اور جو حکومتیں سینٹرل بینک کی آزادی کا احترام نہیں کرتی ہیں اور اس میں دخل اندازی کرتی ہیں، دیر بدیر مالیاتی بازار کا جنازہ ہی نکال دیں گی۔ اکنامک آگ میں چنگاری لگا دیں گی اور کسی دن ان کو بہت پچھتاوا ہوگا، اگر وہ اہم ریگولیٹری اداروں کو کمتر آنکیں گی۔ ان کی وہ ذی عقل کاونٹر پارٹس جو سینٹرل بینک کی آزادی میں یقین رکھتے ہیں، وہ کم قیمت پر ادھار لے کر موج کریں گے، ہم انٹرنیشنل انویسٹرس سے پیار کرتے ہیں اور ان کی لمبی عمر کی خواہش رکھتے ہیں۔

حوالہ جات:

ایس موگلو، ڈیرن اینڈ جیمس رابن سن (2012) نیشن کیوں فیل ہوتے ہیں۔ دی اور یجنس آف پاور پراسپیرٹی اینڈ پاورٹی، کراؤن بزنس۔

آچاریہ ورال وی (2015) فائنینشل اسٹیبلٹی ان دی براڈر مینڈیٹ فار سینٹرل بینکس: اے پالیٹکل اکنامی پراسپیکٹو، ورکنگ پیپر #11، ہچنس سینٹر آن فسکل اینڈ مانیٹری پالیسی ایٹ بوکنگس

آچاریہ ورال وی، اسٹیچن وان نیوور برگھ، میتھیو رچرڈسن اینڈ لارینس وائٹ (2011) گارنٹیڈ ٹو فیل! مینی سے فریڈلی بینک اینڈ یڈ ڈیبکل آف مارٹ گیج فائینس، پرنسٹون یونیورسٹی پریس۔

آچاریہ ورال وی اینڈ رگھورام راجن (2013) ساورن ڈیٹ، گورنمنٹ مایوپیا اینڈ دی فائینیشیل سیکٹر، رویو آف فائینیشیل اسٹڈیز (6)1526-156026

بوئٹر، ولیم اینڈ اینی سی سائرٹ (2000) ٹارگیٹس، انسٹرومینٹس اینڈ انٹرنیشنل ارینجمنٹس فار این افیکٹو مانیٹری پالیسی، سیونتھ ایل کے جھا میموریل لکچر ڈالیورڈ بائی ولیم بوئٹر ایٹ دی ریزرو بینک آف انڈیا ممبئی، 16 اکتوبر 2000

کوجینس (2018) گورنمنٹ پیکس آر بی آئی ایکسز کیپٹل ایٹ 3.6 ٹریلین روپیز سیکس ایز سرپلس، 13 اگست 2018

دلال سوچیتا (2000) اے ڈی شراف۔ ٹائٹن آف فائینس اینڈ فری انٹرپرائزیز، پینگوئن بکس انڈیا ایشن گرین، ہیمری 2018 انویسٹرس ہیودی پاور ٹو ٹیم ایردوگان اینڈ ٹرمپ: پالیٹیشنس شد تھنک کیرفل بینور سیکنگ ٹو انفلوئینس سینٹرل بینکس، فائینیشیل ٹائمس، 19 اگست 2018

فیڈ مین ملٹن (1970) دی کاونٹر ریولیوشن ان مانٹری تھیوری، فرسٹ ونکاٹ میموریل لکچر ٹرانس اٹلانٹک آرٹس۔

فوکویاما، فرانس (2011) دی اوریجنس آف پالیٹکل آرڈر: فرام پری ہومین ٹائمٹ ٹو دی فرینچ ریوولیوشن، فرار، اسٹراس اینڈ گیروکس۔

کھٹکھٹے، دینا (2005) ریزرو بینک آف انڈیا: اے اسٹڈی ان دی سپریشن اینڈ ایٹریشن آف پاورس ان پبلک انسٹی ٹیوشن ان انڈیا: پرفارمینس اینڈ ڈیزائن، ایڈیٹڈ بائی ویویش کپور اینڈ پرتاپ بھانو مہتا، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

کڈینڈ، فن ای، اینڈ ایڈورڈس، پریس کاٹ (1977) رولس رادروین ڈسکریشن: دی ان کنسسٹینسی آف آپٹیمل پلانس، جرنل آف پالیٹکل اکنامی 85(3):473-492

موہن، راکیش (2018) پریزرونگ دی انڈپینڈینس آف دی آر بی آئی (3 اکتوبر 2018): ریسپانسیبلٹی فلفیلڈ (4 اکتوبر 2018): پروٹیکٹ دی آر بی آئی زبیلینس شیٹ (5 اکتوبر 2018) بزنس اسٹینڈرڈ

موزر۔ بوہم، پال (2006) دی ریلیشن شپ بٹوین دی سینٹرل بینک دی گورنمنٹ، بینک فار انٹرنیشنل سیٹلمنٹس۔

پٹیل ارجت آر۔ (2018) بینکنگ ریگولیٹری پاورس شد بی اونرشپ نیوٹرل، ان آگرل لکچر، سینٹر فار لا اینڈ اکنامکس سینٹر فار م بینکنگ اینڈ فائینیشل لاءز، گجرات نیشنل لا یونیورسٹی۔

رنگ راجن سی (1993) آٹو نامی آف سینٹرل بینکس ٹینتھ، ایم جی کٹی، میموریل لکچر ایٹ کلکتہ، 17 ستمبر 1993

ریڈی وائی وی، (2001) آٹو نامی آف دی سینٹرل بینک: چینجنگ کنٹورس ان انڈیا، اسپیچ ڈیلورڈ ایٹ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ، اندور

ریڈی وائی وی (2007) ایوالونگ رول آف دی ریزرو بینک آف انڈیا: اسینٹ ڈیولپمنٹس، اسپیچ ڈیلورڈ آن دی فاؤنڈیشن ڈے آف دی انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اسٹڈیز، جے پور، 30 جون 2007

سارجنٹ تھامس جے (1982) دی اینڈس آف فور بگ انفلیشنس، ان رابرٹ ای، پال ایڈ انفلیشن: کارز اینڈ افیکٹس، یونیورسٹی آف شکاگو پریس۔

سلبر، ولیم (2012) وولکر: دی ٹرمف آف پرسیٹینس، بلومس برلی

---

1. میں گورنر ڈاکٹر ارجت پٹیل کا بہت شکرگزار ہوں (آر بی آئی) ان کے صلاح ومشورہ سے اس موضوع پر میں نے اسپیچ دی، میں نے آنجہانی کھٹکھٹے دینا (2005) کے کاموں کا حوالہ دیا یہ گورنر صاحب کی جانب سے میری حوصلہ افزائی ہے۔ ان کی رہنمائی اور فیڈ بیک سے میں یہ بتا رہا ہوں۔ میں آر بی آئی کے سابقہ

ڈپٹی گورنراور ییل یونیورسٹی کے پروفیسر راکیش موہن بل اینڈ گیٹس میلنڈا فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر نچیکیتمور کا بھی شکرگزار ہوں، جنہوں نے آر بی آئی بورڈ ممبر کی حیثیت سے میری رہنمائی کی۔ میری ساتھی ڈپٹی گورنر این ایس وشوناتھن، میرے ساتھی ڈاکٹر مائیکل ڈی تارا، ایگزیکٹیو ڈائریکٹر اینڈ مانیٹری پالیسی کمیٹی ممبر اور ساتھ ہی ساتھ جوز کٹور، مرڈل ساگر اور ونیت شریواستو (سب ہی آر بی آئی سے) کا شکرگزار ہوں، اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی تو تو میں خود اس کا ذمہ دار ہوں۔

2. آچاریہ اور راجن (2013) کی کتاب کمپلٹ تھیوری ریٹکل اینالسس ماڈلنگ گورنمنٹ مایوپیا اینڈ پاپولزم (خاص طور سے نقدی کے بہاؤ پر) ساورن ڈیٹ مارکٹ کی موجودگی میں یہ فائنینشیل سیکٹر کو گورن کرنے والی پالیسی پر عمل کرنا، معاشی بحران کے دوران اکنامی میں دباؤ پر آنے والے خطرات کا سامنا کرنا۔

3. سب سے زیادہ جھنجھوڑنے والی مثال سرکار کی طرف سے چلائے جانے والے اداروں (جی ایس ای ز) کی موجودگی جنہوں نے یو ایس اے میں مارٹ گیج کو سہارا دیا۔ یہ ریگولیٹری کے دخل سے باہر تھے (فیڈرل ریزرو سے) وہاں کی ہر حکومت نے ان کو ہاؤسنگ پانیسیز بتانے کا پورا اختیار دیا گیا، نتیجہ 08-2007 میں گلوبل فائنینشیل بحران پیدا ہوگیا اور سب جگہ مدی کا سامنا کرنا پڑا (تفصیل کیلئے آچاریہ، وان نیووبرگھ، رچرڈسن اینڈ وہائٹ 2011 دیکھیں)

4. دیکھیں آچاریہ (2015) سینٹرل بینک کے ریگولیٹری اسکوپ ''شیڈو بینکنگ'' پر اثر پر ان کے خیالات جو بہت اہم ہیں۔

5. مائیکل پاترا کی جانب سے ایک مزیدار مشورہ ہے کہ اکنامی صرف قانون سے ہی نہیں چلتی ہے، اس کے لئے حکومت اور سینٹرل بینک دونوں کو اپنا اپنا رول ادا کرنا پڑتا ہے، لیکن ورڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (ڈبلو ٹی او) میں بھی اس کشمکش کی آواز سنائی دیتی ہے۔ مقاصد میں اختلاف کا فیصلہ بھی وہیں ہوتا ہے کہ فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے پاس رہے، وہاں وہی جیت حاصل کرتا ہے جس کے حق میں جوری فیصلہ کرتی ہے۔ اکثر جیت سینٹرل بینک کی ہی ہوتی ہے۔

6. دیکھیں بیوٹر اینڈ ساٹیرٹ (2000) اثر انداز مانیٹری پالیسی کے لئے سینٹرل بینک کے ذریعہ آزادانہ طور پر آپریشنل کام ضروری ہیں، اس کے لئے قانونی اور انسٹی ٹیوشنل انتظامات کا بندوبست ہونا چاہئے۔